معلوماتی ادب اور سائبر اسپیس

ڈاکٹر پرویز احمد اعظمی

معلوماتی ادب ایک طرح سے غیر افسانوی ادب ہوتا ہے جو حقائق پر مبنی ہو اور جس کا مقصد متنوع معلومات فراہم کرنا ہوتا ہے، جسے انگریزی میں Informative Literature یا knowledge literature کہتے ہیں۔ معلوماتی ادب میں وہ تمام غیر افسانوی تصانیف، کتابیں، حوالہ جاتی کتب، اشاریات، ریسرچ پیپرس، اخبارات، ٹی وی چینلس اور رسائل شامل ہیں جو کسی بھی موضوع پر حقائق پر مبنی معلومات فراہم کرتے ہیں۔ یہ معلومات ہماری زندگی کے کسی بھی شعبے یعنی ادبی، سماجی، سیاسی، تاریخی، سائنسی، معاشی، قانونی، فلکیاتی، منطقی، فلسفہ، تہذیبی، مذہبی، طبی یا اطلاتی ٹیکنالوجی وغیرہ سے متعلق ہوسکتی ہیں۔ ہمارے سماج میں عموماً ایک پڑھے لکھے انسان سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ مختلف علوم کے بارے میں کم از کم بنیادی معلومات تو رکھتا ہی ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ معلوماتی ادب کی ہماری روزمرہ کی زندگی میں اہمیت کافی بڑھ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کا دائرہ اتنی وسعت رکھتا ہے کہ اس کی ضرورت اور اہمیت سے کوئی شخص انکار نہیں

کرسکتا اور آج کل تو کسی بھی طرح کی معلومات کے لیے گوگل کرنا کی اصطلاح زبان زدِ خاص و عام ہے۔ایسے میں معلوماتی ادب کے دائرے میں اتنے متنوع اور گونا گوں قسم کی معلومات یعنی قانونی، سماجی، سیاسی، سائنسی، معاشی، موسمیاتی، تہذیبی، مذہبی، طبی، علاقائی، شہری، دیہی، قدیم، جدید، قومی اور بین قومی اور حالات حاضرہ کی معلومات آجاتی ہیں کہ ان تمام کا احاطہ کرنا خاصا مشکل کام ہے، لیکن سائبر اسپیس معلومات کا ایک ایسا خزانہ ہے کہ اس میں داخل ہوتے ہی ہمیں ہر طرح کی معلومات ایک جنبشِ انگشت میں حاصل ہو جاتی ہیں۔آج کے دور میں کسی بھی طرح کی معلومات یا ادب تک رسائی کا بہترین وسیلہ سائبر اسپیس ہی ہے۔ یہ وہ پلیٹ فارم ہے جہاں ہر نوع کی معلومات کا وافر ذخیرہ ہمہ وقت دستیاب رہتا ہے۔

دراصل سائبر اسپیس عہد حاضر کے گونا گوں علمی ذخیرے کا وہ بحر بے کراں ہے، جس سے واقعی میں ہم دنیا کو اپنی مٹھی میں قید کر سکتے ہیں یا دنیا کے کسی بھی مضمون (subject) کے بارے میں ایک جنبش انگشت سے ایک پل میں مختلف قسم کی معلومات کا حصول یا لین دین کر سکتے ہیں۔ ویسے سائبر اسپیس سے مراد کمپیوٹر نیٹ ورک کے ایسے مجازی/خیالی دنیا/نظام سے ہے، جہاں سے پوری دنیا کے لوگ جالبین (انٹرنٹ) کے ذریعے معلومات کا باہمی حصول وفراہمی کا کام کر سکتے ہوں۔ پچھلی ایک دہائی میں سائبر اسپیس کی دنیا میں بڑی تیزی سے ترقی ہوئی ہے۔اگر ہم سرِ دست صرف اردو ویکیپیڈیا کی بات کریں تو معلومات کے اس بحر بے کراں میں جہاں ۲۰۱۰ء میں ۵۵۰۰۰/مضامین موجود تھے، وہیں آج ۱۸۶۷،۸۳/مضامین متنوع موضوعات پر دستیاب ہیں۔اگر ہم اردو ویکیپیڈیا سے اپنے کام کی معلومات صرف حاصل کریں گے تو یہ ایک طرح سے خسارے کا سودا ہوگا۔ہمیں اپنی طرف

سے بھی اس میں کچھ نہ کچھ فراہم کرنا چاہیے تا کہ حصول وفراہمی میں ایک توازن قائم رہے، تب بات بنے گی۔ اس وقت اردو کی موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ جالبین پر ان گنت ویب سائٹس، بلاگس، یوٹیوب پر ویڈیوز وغیرہ موجود ہیں، جہاں گونا گوں موضوعات پر اطلاعات، مضامین، کتابیں، آڈیو اور ویڈیو لکچرز موجود ہیں۔ جالبین کی اہمیت وضرورت کو دیکھتے ہوئے آج اسے انسان کی بنیادی سہولتوں میں شمار کیا جانے لگا ہے۔ سائبر اسپیس صارفین کو بہت سی سرگرمیوں یعنی اطلاعات کا اشتراک، تحقیقی مواد، کھیل کی نشریات وغیرہ کے ساتھ ساتھ عکس ساکن وعکسِ متحرک بھی پلک جھپکتے ہی فراہم کرتا ہے۔ یہ ایک ایسی خیالی دنیا ہے، جس نے آج کے نوجوانوں کو محبوب کی طرح اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے۔

جس طرح ہر فردِ واحد کی اپنی انفرادی سوچ ہوتی ہے، اسی طرح ہر شخص کی دلچسپی بھی نرالی ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے سائبر اسپیس کی دنیا سب سے زیادہ کارآمد اور نرالی ہے کیوں کہ یہاں ہر طرح کی دل جمعی کا سامان ہمہ وقت دستیاب ہے۔ معلومات خواہ کسی بھی طرح کی درکار ہوں، پروفیسر گوگل یا کوئی بھی براؤزر ایک پل میں جواب فراہم کر ہی دیتا ہے۔ اسی طرح معلوماتی ادب کے سلسلے میں بھی ہر مضمون کی اطلاعات یہاں دیکھی جاسکتی ہیں اور جب ہم سائبر اسپیس میں کچھ تلاش کرتے ہیں تو اس کا معاملہ علامہ اقبالؔ کے اس مصرعے کی مانند ہوتا ہے:

دیکھیے اس بحر کی تہ سے اچھلتا ہے کیا؟

یعنی سائبر اسپیس سے ہمارا سرچ انجن کیا کچھ تلاش کر کے ہمارے سامنے لے آتا ہے، اس کے لیے ہمارے دل میں ایک تجسس بنا رہتا ہے۔ راقم السطور نے زیرِ نظر مضمون کے لیے تین لفظ وحدانیت، دہریت اور لاادریت سے متعلق معلومات

حاصل کرنے کے لیے گوگل براؤزر میں انھیں تحریر کیا۔ آپ یقین مانیے کہ نتیجے میری توقعات سے کہیں بہتر رہے۔ ان لفظوں کے انتخاب کے پیچھے بندے کا یہ خیال تھا کہ ایسے گہرے موضوعات پر کم ہی مضامین ملیں گے لیکن تینوں لفظوں سے متعلق جو نتائج سامنے آئے، انھیں دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہیں رہی۔ جن ویب سائٹس پر ان موضوعات سے متعلق تفصیلات ملیں، وہ حسبِ ذیل ہیں:

وحدانیت	دھریت	لادریت
www.urduinc.com	ur.wikipedia.org	www.gotquestions.org
ur.wiktionary.org	www.gotquestions.org	www.hamariweb.com
www.facebook.com	ilhaad.com	www.hamariweb.com
www.almaany.com	ilhaad.com	hi-in.facebook.com
www.urdupoint.com	www.rasailomasail.net	www.u-dictionary.com
www.minhajbooks.com	difaeislam.wordpress.com	www.allamaiqbal.com
www.hamariweb.com	danish.pk	www.rekhta.org
ur.wikipedia.org	kitabosunnat.com	www.urduenglishdictionary.org
ur.wikishia.net	www.urduinc.com	ilhaad.com

درج بالا تینوں کالم میں جو لفظ درج ہیں، ان سے متعلق اطلاعات جن ویب سائٹس پر ملیں، وہ ان کے نیچے درج کر دی گئی ہیں۔ ان نتائج سے ہم یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ روزمرہ کے علاوہ خالص علمی موضوعات پر بھی کیا کچھ اس خیالی دنیا میں موجود ہے جو کہ عام نہیں بلکہ خاص دل چسپی رکھنے والوں کے لیے ہے۔ اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سائبر اسپیس کے ذخیرے میں اردو میں معلوماتی ادب کے علاوہ دیگر علوم پر بھی وافر ذخیرہ موجود ہے لیکن اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہمارے

کمپیوٹر، لیپ ٹاپ یا موبائل میں انگریزی کے ساتھ ساتھ اردو کی بورڈ بھی متحرک ہو تو تلاش کا کام آسان سے آسان تر ہو سکتا ہے۔

اب اگر ہم مندرجہ بالا باتوں کو ذہن نشین کرتے ہوئے اردو میں جنرل نالج، ذیابطیس، ریشمی رومال تحریک، تحریکِ آزادی، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی، اقبالؔ کا فلسفۂ خودی، اقبالؔ کا مردِ مومن، غالبؔ کی شاعری، حسرتؔ موہانی، اخترؔ الایمان یا تصوف جیسے موضوعات پر گوگل کروم یا کسی بھی براؤزر کے ذریعے کچھ تلاش کریں تو ہمیں اتنے گونا گوں قسم کے مواد حاصل ہو جائیں گے کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ مثال کے لیے ہم کبھی بھی آزمائش کے لیے ''ہمارے جسم کے اعضا''، مولانا آزادؔ، علامہ اقبالؔ، حسرتؔ موہانی یا کوئی بھی عنوان لکھ کر اس کا تجربہ کر سکتے ہیں۔ راقم نے سوچ سمجھ کر وحدانیت، دہریت اور لاادریت کے موضوعات پر تلاش اس لیے کی کہ اردو میں ابھی ان موضوعات پر کچھ نہیں لکھا گیا ہوگا۔ اس سے اندازہ ہوا کہ نہیں اہلِ علم اپنا کام کر رہے ہیں۔

اس تجربے کے بعد ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اردو میں معلوماتی ادب کا ایک دریا موجزن ہے، جس سے ہمیں خاطر خواہ استفادے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس دریا کی روانی میں مزید تیزی کے لیے یا غالبؔ کی زبان میں مہرِ عالم تاب کے منظر کو مزید منور کرنے کے لیے ہم جیسے اردو داں حضرات کو آگے آنا ہوگا، تب اس دریا کی روانی میں مزید تیزی آجائے گی۔ یہاں اس موقعے پر مجھے ایک بات یاد آرہی ہے کہ جب ۱۹۴۱ء میں حامد حسن قادری کی مشہورِ زمانہ کتاب ''داستانِ تاریخِ اردو'' منظرِ عام پر آئی تو کئی لوگوں نے اس بات کی نشان دہی کی کہ کئی ایک ادیب جن کا ذکر اس کتاب میں ہونا چاہیے تھا، ان کا نام چھوٹ گیا

ہے لہٰذا انھوں نے بعد میں ان ادبا کو شامل کیا لیکن اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ جالبین کی حصول یابی نے پوری دنیا کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے، جس کی مدد سے پلک جھپکتے ہی دنیا کے کسی بھی علم تک ہماری رسائی اب ممکن ہو چکی ہے۔ اس لیے ہمیں بھی اطلاعاتی ٹیکنالوجی کی مدد سے 'اردو وکشنری' جسے ہم اردو لغت بھی کہہ سکتے ہیں، 'اردو و یکی پیڈیا' بلاگس، یوٹیوب پر ویڈیوز کے ذریعے اپنی دلچسپی کے مضامین درج کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔ اس وقت اردو کے کسی بھی موضوع پر بہت سا مواد جالبین سے حاصل کیا جا سکتا ہے، لیکن اس میں ابھی املا، جملہ، انشا اور تلفظ کی ادائیگی کے معیار پر مزید محنت درکار ہے۔ میرا منشا نوجوانوں کو اس طرف مزید راغب کرنے سے ہے تا کہ وہ اپنے کام پر مزید دھیان دیں اور عمدہ کام کر سکیں۔ ہمیں اس وقت ایک بات پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے اور وہ یہ کہ اپنے اپنے علاقے کے ادیب، شعرا، شخصیات، ذاتی پسند کے علوم کی بنیادی معلومات اردو ویکی پیڈیا (www.ur.wikipedia.org) پر درج کرنا چاہیے تا کہ مستقبل کا مورخ جب اردو ادب کی تاریخ لکھے تو اس سے وہ سہو نہ ہو جو قادری صاحب سے ہو گیا تھا۔ اسی طرح دوسرے علوم کی اطلاع بھی اردو ویکی پیڈیا پر درج کرنے کی ضرورت ہے تا کہ اردو دوسری زبانوں کے ساتھ ساتھ ترقی کا زینہ طے کرتی رہے۔ یہاں ہمیں یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ سائبر اسپیس علم کا وہ سمندر ہے، جہاں سے علم کا حصول دنیا کے ہر کونے میں بہ آسانی ہمہ وقت ممکن ہے۔ اس لیے ہمیں بھی اپنے ادب، تاریخ، تہذیب، علوم اور ورثے کو اگلی نسلوں تک محفوظ رکھنے کے لیے اس کا استعمال کرنا چاہیے کیوں کہ آئندہ پیڑھی ہماری طرح کتابیں نہیں پڑھے گی۔ یہاں میری مراد یہ ہے کہ کشمیر کے لوگ کشمیری تہذیب، صوفیائے کرام کے سلسلے، شادی بیاہ کی

رسمیں، پکوان اور اسی طرح سے لکھنؤ، دہلی، حیدرآباد، ممبئی، کلکتہ، چنئی، کیرلہ غرض ہر خطے کے لوگ اپنے ادب کے ساتھ ساتھ تہذیبی ورثے کو بھی جالبین پر کسی بھی صورت یعنی تحریری، آڈیو یا ویڈیو میں محفوظ کردیں تو ایک بڑا کام ہو جائے گا کیوں کہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ آئندہ آنے والی پیڑھیاں ٹیبلٹ، موبائل یا اسی طرح کے دوسرے ریڈنگ ڈیوائس/اسکرین پر پڑھنے کو ترجیح دیں گی، وہ ہماری طرح ۴۰۰/صفحے کی کتاب ہاتھ میں اٹھا کر نہیں پڑھیں گی۔اس لیے اگر ہم چاہتے ہیں کہ اردو بھی دنیا کی دیگر بڑی زبانوں کے ہم پلہ قدم سے قدم ملا کر چلے اور ہمارا ورثہ محفوظ رہے تو اردو والوں کو بھی اس طرف خاص دھیان دینا ہوگا۔

اردو ادب کے تعلق سے اب بھی بعض لوگوں میں اس بات کی غلط فہمی ہے کہ اردو میں کتابی صورت میں مواد کی کمی ہے۔ جب کہ میرا تجربہ ایسا ہرگز نہیں ہے کیوں کہ میری دانست میں ''ٹیلی گرام''، واٹس ایپ، بلاگس اور ویب سائٹس پر ایسے درجنوں گروپس موجود ہیں، جہاں ہزاروں کتابیں مفت اور رقم کی ادائیگی کے ساتھ ڈاؤنلوڈ کے لیے ہمہ وقت دست یاب ہیں۔''ٹیلی گرام'' کی خوبی یہ ہے کہ اس میں لاکھوں کتابیں اپلوڈ کی جاسکتی ہیں اور جو کتاب ایک بار اپلوڈ ہوگئی، اسے نیا سے نیا ممبر تلاش کر کے ڈاؤنلوڈ کرسکتا ہے۔اتنا ہی نہیں ''ٹیلی گرام'' گروپ میں ارکان کی تعداد ۲۰۰۰۰۰/تک ہوسکتی ہے اور کتابیں کبھی بھی ڈیلیٹ نہیں ہوتیں، جب کہ واٹس ایپ پر ایسی سہولتیں نہیں ہیں۔آج ہم جالبینی خدمات کے ذریعے کسی بھی شہر سے شائع ہونے والے اخبارات اور ان کے ضمیموں کا مطالعہ بہ آسانی کرسکتے ہیں۔اس سے ہمیں معلوماتی ادب اور مختلف قسم کی نئی اصطلاحوں کا بھی اندازہ ہو جائے گا۔اس کے ساتھ ہی ساتھ سوشل میڈیا، مختلف قسم کے بلاگس، فیس بک پر ہمہ اقسام کے

صفحات بھی موجود ہیں، جہاں معلومات کا خزانہ موجود ہے اور یہ ہم سے ایک جنبشِ انگشت کی دوری پر ہیں۔ اسی طرح آج کل پوڈ کاسٹنگ (podcasting) کا چلن بھی شروع ہو چکا ہے، جہاں لوگ ریڈیو کی طرح اپنی آواز میں مختلف طرح کے مواد یعنی شاعری، افسانے اور ڈرامے وغیرہ کو ریکارڈ کر کے اپلوڈ کر دیتے ہیں اور جالبین کی وساطت سے کوئی بھی سامع اسے اپنے موقعے کی مناسبت سے کبھی بھی سن سکتا ہے۔

ایک بات اور جس کی طرف دھیان دینا ضروری معلوم ہوتا ہے، وہ یہ کہ معلوماتی ادب یا نئے آنے والے علوم کے مرکبات اور ترکیبوں کے لیے ہمیں اصطلاح سازی کی طرف بھی دھیان دینا پڑے گا۔ اس سلسلے میں یہ عرض کرتا چلوں کہ ۲۰۱۲ء میں عاجز نے حرف سازی (typing) اور حرف ساز (typist) جیسے مرکبات کا استعمال کیا تھا۔ اسی طرح سے اردو میں جالبین، شمارندہ، گشتی فون، عکس ساکن اور عکس متحرک (Internet, computer, mobile, photo and video) جیسے اردو متبادل علی الترتیب اکابرین نے ترتیب دیے ہیں۔ یہاں صرف ایک لفظ کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح انٹرنیٹ دو لفظوں یعنی international and network سے مل کر بنا ہے، اسی طرح جالبین بھی بین قومی اور جالکار سے مل کر بنا ہے۔ فدوی یہ سمجھتا ہے کہ اس طرح کی اصطلاحیں نہ صرف بنانے بلکہ عمل میں بھی لانے کی ضرورت ہے جو ہماری زبان کے مزاج کے مطابق ہوں۔ زبان میں نئے الفاظ اور تراکیب کا آنا زبان کے زندہ ہونے کا ثبوت ہوتا ہے ورنہ وقت کی آندھی کا کیا ہے؟ کس کو کہاں اڑا لے جائے؟

آخر میں اردو داں حضرات سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے کمپیوٹر،

لیپ ٹاپ یا موبائل میں اردو کی بورڈ متحرک کیجیے۔ گوگل کروم، ونڈوز براؤزر یا لائنکس ہو، سب میں اردو میں لکھ کر مواد تلاش کیجیے، اس سے مطلوبہ مواد اردو ہی میں مل جائے گا اور اردو دوستی کا حق بھی ادا ہو جائے گا۔ اس سے ہماری اپنی پیاری زبان میں مواد کی دستیابی میں مدد ہوگی اور وہ کمپنیاں جو اردو سافٹ ویر پر کام کر رہی ہیں، وہ اپنے کام میں مزید تیزی اور بہتری لانے کی کوشش کریں گی کیوں کہ یہ دور صارفیت کا ہے۔ اس لیے جس چیز کے صارف زیادہ ہوں گے، اس کی بہتری کے لیے کمپنیاں کام کریں گی، جس سے ہم سب کی آئندہ پیڑھی کو خاطر خواہ فائدہ پہنچے گا۔

☆☆☆